حضرت عیسیٰؑ اور کرسمس

جمع و ترتیب

محمد عبید اللہ خان قاسمی

بزم خطباء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا ، مَنْ یَّهْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا ، اَمَّا بَعْدُ:

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید والفرقان الحمید:

أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم:

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ انتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ أَن يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا (النسا:۱۷۱)

ترجمہ: اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلو نہ کرو اور اللہ کی طرف حق کے سوا کوئی بات منسوب نہ کرو مسیح عیسیٰ ابن مریم اس کے سوا کچھ نہ تھے کہ اللہ کے ایک رسول تھے اور ایک فرمان تھے جو اللہ نے مریم کی طرف بھیجا اور ایک روح تھی اللہ کی طرف سے (جس نے مریم کے رحم میں بچہ کی شکل اختیار کی) پس تم اللہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور نہ کہو کہ "تین" ہیں باز آ جاؤ، یہ تمہارے ہی لیے بہتر ہے اللہ تو بس ایک ہی خدا ہے وہ بالاتر ہے اس سے کہ کوئی اس کا بیٹا ہو زمین اور آسمانوں کی ساری چیزیں اس کی مِلک ہیں، اور ان کی کفالت وخبر گیری کے لیے بس وہی کافی ہے۔

انبیاء ورسل

اللہ تعالیٰ نے انس وجن کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں فرمایا: **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ** (سورہ الذاریات ۵۶) میں نے جنات اور انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں، اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ عبادت کیا ہے؟ کس طرح کی جائے؟ اس کا کیا طریقہ ہونا چاہئے؟ اسی کے لئے اللہ تبارک

وتعالیٰ اپنے بندوں میں سے بعض بندوں کو منتخب فرما کر ان کو وحی کے ذریعہ احکامات بھیجتا ہے کہ کیا کام کرنے ضروری ہیں، کیا کام کئے جا سکتے ہیں اور کن کاموں سے بچنا ہے، غرضیکہ وحی کے ذریعہ زندگی گزارنے کا طریقہ بیان کیا جاتا ہے، اسی کا نام عبادت ہے۔ ان منتخب بندوں کو جو وقت کے امام، علم وعمل کے مجسم پیکر اور تقویٰ کے علمبردار ہوتے ہیں، نبی یا رسول کہا جاتا ہے، جن کی ذمہ داری اللہ کے بندوں کو اپنے قول وعمل سے اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا ہوتی ہے۔

ان انبیاء ورسولوں کے واقعات پڑھنے چاہئیں جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کو قدرے تفصیل سے بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ (سورہ یوسف: ۱۱۱) انبیاء کرام کے واقعات میں عقلمندوں کے لیے یقیناً نصیحت اور عبرت ہے۔

نبیوں اور رسولوں کا یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور نبی اکرم پر ختم ہوا، غرضیکہ نبی اکرم رسول ہونے کے ساتھ ساتھ آخری نبی بھی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (سورہ الاحزاب: ۴۰)۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک آنے والے انبیاء ورسل کی معین تعداد تو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے: آپ سے پہلے کے بہت سے رسولوں کے واقعات ہم نے آپ سے بیان کیے ہیں، اور بہت سے رسولوں کے نہیں بیان کیے۔ (سورہ النساء: ۱۶۴) لیکن پھر بھی حضرت ابوذر غفاریؓ کی مشہور ومعروف حدیث، جس میں ان کے سوال کرنے پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نبیوں کی کل تعداد تقریباً ایک لاکھ ۲۴ ہزار ہے (صحیح ابن حبان)
جن نبیوں اور رسولوں کا تذکرہ قرآن کریم میں آیا ہے ان کی تعداد ۲۵ ہے، ان میں سے ۱۸ کا ذکر تو قرآن کریم (سورہ الانعام ۸۳۔ ۸۶) میں ایک ہی جگہ پر ہے۔ جن ۲۵ انبیاء کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے، ان کے نام یہ ہیں:
(۱) آدم علیہ السلام (۲) ادریس علیہ السلام (۳) نوح علیہ السلام (۴) ہود علیہ السلام (۵) صالح علیہ السلام (۶) ابراہیم علیہ السلام (۷) لوط علیہ السلام (۸) اسماعیل علیہ السلام (۹) اسحاق علیہ السلام (۱۰) یعقوب علیہ السلام (۱۱) یوسف علیہ السلام (۱۲) ایوب علیہ السلام (۱۳) شعیب علیہ السلام (۱۴) موسیٰ علیہ السلام (۱۵) ہارون علیہ السلام (۱۶) یونس علیہ السلام (۱۷) داؤد علیہ السلام (۱۸) سلیمان علیہ السلام (۱۹) الیاس علیہ السلام (۲۰) الیسع علیہ السلام (۲۱) زکریا علیہ السلام (۲۲) یحییٰ علیہ السلام (۲۳) عیسی علیہ السلام (۲۴) ذوالکفل علیہ السلام (اکثر مفسرین کے نزدیک) (۲۵) حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔
حضرت عزیر علیہ السلام کا ذکر قرآن میں (سورہ التوبہ ۳۰) میں آیا ہے، لیکن ان کے نبی ہونے میں اختلاف ہے۔ ان ۲۵ انبیاء کرام کے علاوہ تین انبیاء کا ذکر احادیث میں آیا ہے۔ (۱) شیث علیہ السلام (۲) یوشع علیہ السلام (۳) خضر علیہ السلام (ان کے نبی ہونے میں اختلاف ہے)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

انبیاء علیہم السلام کے انھی تذکروں میں ایک خوبصورت تذکرہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ ہے، قرآن مجید نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام، ان کی والدہ اور نانی حضرت عمران کی بیوی کا ذکر بھی کیا ہے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دیگر انبیاء کی نسبت ایک ممتاز تعلق تھا، انبیاء علیہم السلام میں سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام وہ واحد نبی ہیں جن کو زندہ اٹھایا گیا اور جن کو دوبارہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں آخری زمانے میں زمین پر بھیجا جائے گا اور آپ حضرت مہدی کے ساتھ مل کر اسلام کو دنیا بھر میں پھیلانے کا فریضہ سرانجام دیں گے۔

اس اعتبار سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی امت سے گہرا تعلق ہے، قرآن مجید میں جا بجا نہایت خوبصورت انداز میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کا ذکر آتا ہے حتی کہ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مریم کے نام پر پوری سورہ مبارکہ ہے۔

حضرت مریم

حضرت عمران حضرت سلیمان علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور اُن کی اہلیہ بی بی حنہ حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں، حضرت عمران بنی اسرائیل میں بڑے عابد وزاہد مشہور تھے، اسی لیے مسجد اقصیٰ کی امامت لوگوں نے آپ کے سپرد کی ہوئی تھی اور بی بی حنّہ بھی بڑی عابدہ وزاہدہ خاتون تھیں، اس لیے یہ میاں بیوی بنی اسرائیل میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے لیکن بی بی حنّہ کے کوئی اولاد نہ تھی، فطری تقاضے کی تحت انہیں اولاد کی خواہش بہت زیادہ تھی، وہ اللہ تعالیٰ سے اولاد کی دُعا اکثر وبیشتر کرتی رہتی تھیں، حضرت حنّہ نے چند روز بعد محسوس کیا کہ وہ پُر امید ہیں۔ حضرت حنّہ کو اس احساس سے اس درجہ مسّرت ہوئی کہ انہوں نے نذر مان لی کہ جو بچہ پیدا ہوگا، اس کو ہیکل (مسجد اقصیٰ) کی خدمت کے لئے وقف کردوں گی: إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (آل عمران:۳۵) جب عمران کی بیوی کہہ رہی تھی کہ، "میرے پروردگار! میں اس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے تیری نذر کرتی ہوں، وہ تیرے ہی کام کے لیے وقف ہوگا میری اس پیشکش کو قبول فرما تو سننے اور جاننے والا ہے۔

حضرت حنّہ کی مدت حمل جب پوری ہوگئی تو ولادت کا وقت آ پہنچا ولادت کے بعد حضرت حنّہ کو اطلاع دی گئی کہ ان کے بطن سے لڑکی پیدا ہوئی ہے، اُن کو شدت سے یہ احساس ہوا کہ میں نے جو نذر مانی تھی وہ پوری نہ ہو سکے گی، کیونکہ لڑکی مسجد اقصیٰ کی خدمت کیونکر انجام دے گی، یہ کام تو مرد ہی انجام دے سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے بطور الہام اُن کے افسوس کو مسرت سے یہ کہہ کر بدل دیا کہ: ہم نے تیری لڑکی ہی کو قبول کرلیا ہے اور اسکی وجہ سے تیرا خاندان اور بھی معزز اور مبارک قرار پائے گا: فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنثَىٰ وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. فَتَقَبَّلَهَا

رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا (۳۶،۳۷)
پھر جب وہ بچی اس کے ہاں پیدا ہوئی تو اس نے کہا" مالک! میرے ہاں تو لڑکی پیدا ہوگئی ہے حالانکہ جو کچھ اس نے جنا تھا، اللہ کو اس کی خبر تھی اور لڑکا لڑکی کی طرح نہیں ہوتا خیر، میں نے اس کا نام مریم رکھ دیا ہے اور میں اسے اور اس کی آئندہ نسل کو شیطان مردود کے فتنے سے تیری پناہ میں دیتی ہوں، آخر کار اس کے رب نے اس لڑکی کو بخوشی قبول فرما لیا، اُسے بڑی اچھی لڑکی بنا کر اٹھایا اور زکریا کو اس کا سرپرست بنا دیا۔

اُم مریم نے مریم کو اُن کے حوالے کر دیا تو اس بات پر جھگڑا ہوا کہ کون اس کی پرورش و کفالت کرے، ہر کوئی حریص تھا کہ میں تنہا اس کی کفالت و پرورش کی ذمہ داری اٹھاؤں، حضرت زکریاؑ اُس زمانے میں پیغمبر بھی تھے، اور مزید برآں وہ بچی کے خالو بھی تھے، تو اس لیے ان کی خواہش وکوشش تھی کہ میں اس کا حقدار بنوں، مگر لوگ آپ پر مصر ہوئے کہ آپ بھی ہمارے ساتھ برابر کے شریک ہیں، اور آپ بھی قرعہ اندازی میں شریک ہوں، تو آخر کار سب قرعہ اندازی پر متفق ہوئے اور تقدیر وقسمت نے حضرت زکریاؑ کی یاوری کی اوران کے نام سے قرعہ نکل گیا اور چونکہ خالہ ''ماں'' کی طرح ہوتی ہے اس لئے بہتر ہوا، اللہ عزّ وجل فرماتے ہیں اور زکریا اسکے کفیل بنے (قصص الانبیاء)۔

محقق عالم دین حضرت مولانا محمد عبدالرحمنؒ لکھتے ہیں کہ: حضرت زکریا علیہ السلام نے سیدہ مریم کے لئے مسجد کا ایک محراب (حجرہ) منتخب کیا اور اس میں ان کا قیام طے پایا۔ گزشتہ زمانے میں گرجاؤں اور کلیساؤں میں عبادت گاہ کی عمارت سے متصل سطح زمین سے کچھ بلندی پر حُجرے بنائے جاتے تھے، جن میں عبادت گاہ کے منتظمین خدام اور معتکف حضرات رہا کرتے تھے، انہیں محراب کہا جاتا تھا اسی قسم کے کمروں میں سے ایک میں سیدہ مریم بھی معتکف تھیں۔ وہ تمام دن عبادت الٰہی میں مشغول رہتیں، رات کو حضرت زکریا علیہ السلام انہیں اپنے گھر لاتے اور وہ اپنی خالہ کے گھر رات بسر کرتیں (روح المعانی، سیرت انبیائے کرام)۔

علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں: جب بھی سیدنا زکریاؑ سیدہ مریم کے محراب میں داخل ہوتے تو ان کے پاس رزق پاتے، تو پوچھتے: اے مریم! یہ کہاں سے آیا؟ تو وہ کہتیں: اللہ کی طرف سے ہے، بے شک اللہ جسے چاہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت زکریاؑ نے مسجد کی ایک اچھی جگہ ان کے لئے بنا دی تھی، جس میں کوئی اور مریم کے سوا داخل نہ ہوسکتا تھا۔ آپ اس میں خدا کی عبادت میں مصروف رہتیں اور باقی جب مکان کی دیکھ بھال کی ضرورت پڑتی تو اس کو درست کرتیں، بقیہ اوقات عبادت الٰہی میں مشغول رہتیں، حتیٰ کہ لوگوں میں آپ کی کثرتِ عبادت مشہور ہوگئی، اور آپ کے احوال اور عمدہ صفات وکرامتوں کا بھی لوگوں میں چرچا ہونے لگا۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ حضرت زکریاؑ جب بھی ان کے حجرے میں تشریف لے جاتے تو وہاں عجیب وغریب میوے اور دوسرے رزق پاتے، سردیوں میں گرمی کے پھل اور گرمیوں میں سردی کے پھل پاتے، تو آپ پوچھتے اے مریم! یہ کہاں سے آیا؟ تو وہ کہتیں: اللہ کی طرف سے، بے شک اللہ جسے چاہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے، تو ایسے موقع پر حضرت زکریاؑ کے دل میں اپنی صلبی اولاد کی خواہش نے جنم لیا اگرچہ آپؑ انتہائی بوڑھے اور ضعیف ہوچکے تھے، تو تب فرمان الٰہی ہے کہ زکریاؑ نے کہا: اے پروردِگار مجھے

بھی اپنی طرف سے پاکیزہ اولاد دے، بے شک آپ دعا قبول کرنے والے ہیں۔بعض مفسرین فرماتے ہیں: آپؑ نے یوں دعا کی: اے وہ ذات جو مریم کو غیر موسمی پھل ورزق عطا کرتی ہے! تو مجھے بھی اولاد سے نوازا گرچہ اس کا زمانہ نہیں (قصص الانبیاء)۔

حضرت مریمؑ کی فضیلت

وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَىٰ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ يَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ (۴۲، ۴۳)

پھر وہ وقت آیا جب مریمؑ سے فرشتوں نے آکر کہا، "اے مریمؑ! اللہ نے تجھے برگزیدہ کیا اور پاکیزگی عطا کی اور تمام دنیا کی عورتوں پر تجھ کو ترجیح دے کر اپنی خدمت کے لیے چن لیا، اے مریمؑ! اپنے رب کی تابع فرمان بن کر رہ، اس کے آگے سربسجود ہو، اور جو بندے اس کے حضور جھکنے والے ہیں ان کے ساتھ تو بھی جھک جا۔

حضرت مریم علیہا السلام کے عہد میں وہ اللہ کی طرف سے سب سے منتخب خاتون تھیں، بہ حیثیت مجموعی خواتین عالم میں پانچ خواتین کی خصوصی فضیلت احادیث میں منقول ہے، دو کا تعلق پہلی اُمتوں سے ہے، ایک حضرت مریم علیہا السلام، دوسری فرعون کی بیوی حضرت آسیہ، اور تین کا تعلق اس اُمت سے ہے، حضرت فاطمہؓ، حضرت خدیجہؓ اور حضرت عائشہؓ، ان پانچوں میں سب سے افضل کون ہیں؟ اس سلسلہ میں اہل علم کا اختلاف ہے؛ لیکن بہ حیثیت مجموعی یہ پانچوں خواتین تمام عورتوں پر فضیلت رکھتی ہیں۔

مرزا قادیانی ملعون کی حضرت مریم کی شان میں گستاخی

سیدہ مریم کے بارے میں دورِ حاضر کا بہت بڑا فتنہ ''مرزائیت'' کے نظریات بھی ملاحظہ فرمالیجئے، جو کہ خود کو صحیح و سچے اسلام (Real True Islam) کے وارث قرار دیتے ہیں، تاکہ ایک مذہبی مصلح موعود، مسیح موعود، مہدیت اور کرشن اوتار ہونے کے مدعی کی بدزبانی کے شاہ کار آپ کے سامنے آئیں، مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے: یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں، یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی (حاشیہ کشتی نوح: 20، مندرجہ روحانی خزائن: 18,19)۔

مرزا قادیانی مزید لکھتا ہے: پانچواں قرینہ ان کے وہ رسوم ہیں جو یہودیوں سے بہت ملتے ہیں، مثلاً ان کے بعض قبائل ناطہ اور نکاح میں کچھ چنداں فرق نہیں سمجھتے اور عورتیں اپنے منسوب (منگیتر) سے بلا تکلف ملتی ہیں اور باتیں کرتیں ہیں، حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے مگر خوانین سرحدی کے بعض قبائل میں یہ مماثلت عورتوں کی اپنے منسوبوں سے حد سے زیادہ ہوتی ہے حتیٰ کہ بعض اوقات نکاح سے پہلے حمل بھی ہو جاتا ہے جس کو برا نہیں مانتے بلکہ ہنسی ٹھٹھے میں بات ٹال دیتے ہیں کیونکہ یہود کی طرح یہ لوگ ناطہ کو ایک قسم کا نکاح ہی جانتے ہیں جس میں پہلے مہر بھی مقرر ہو جاتا ہے''۔(ایام الصلح، مندرج روحانی خزائن)

مرزا قادیانی نے درج بالا عبارات سے بڑھ کر گستاخانہ عبارت لکھی وہ بھی دل پر ہاتھ رکھ کر ملاحظہ فرمائیے: ''مریم کو ہیکل کی نذر کر دیا گیا تا کہ وہ ہمیشہ بیت المقدس کی خادمہ ہو، اور تمام عمر خاوند نہ کرے لیکن جب چھ سات مہینے کا حمل نمایاں ہو گیا، تب حمل ہی کی حالت میں قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام کے ایک نجار سے نکاح کر دیا، اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا، وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا''۔ (چشمہ مسیحی، مندرج روحانی خزائن)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت

إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ، وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِينَ قَالَتْ رَبِّ أَنّٰى يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ إِذَا قَضٰى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ، وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ۔ (۴۵، ۴۸)

وہ وقت یاد کیجیے جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! اللہ آپ کو اپنی طرف سے ایک فرمان (یعنی اللہ کے خصوصی حکم سے بیٹے) کی خوشخبری دے رہے ہیں، جس کا نام 'مسیح عیسیٰ بن مریم' ہوگا، وہ دنیا میں بھی معزز ہوگا اور آخرت میں بھی اور مقرب بندوں میں سے ہوگا وہ لوگوں سے جھولے میں بھی گفتگو کرے گا اور ادھیڑ عمر میں بھی، اور صالح لوگوں میں ہوگا۔ یہ سن کر مریمؑ بولی،" پروردگار! میرے ہاں بچہ کہاں سے ہوگا، مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ تک نہیں لگایا" جواب ملا،" ایسا ہی ہوگا، اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے وہ جب کسی کام کے کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو بس کہتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے" (فرشتوں نے پھر سلسلۂ کلام میں کہا)" اور اللہ اُسے کتاب اور حکمت کی تعلیم دے گا، تورات اور انجیل کا علم سکھائے گا۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتْ مِن دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنكَ إِن كُنتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ أَنّٰى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾ فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنتُ نَسْيًا مَّنسِيًّا ﴿۲۳﴾ فَنَادَاهَا مِن تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۴﴾ وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا ﴿۲۶﴾ (مریم: ۱۶۔ ۲۶)

اور اے محمدؐ، اس کتاب میں مریم کا حال بیان کرو، جبکہ وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر شرقی جانب گوشہ نشین ہو گئی تھی، اور پردہ ڈال کر اُن سے چھپ بیٹھی تھی اس حالت میں ہم نے اس کے پاس اپنی روح کو (یعنی فرشتے کو) بھیجا اور وہ اس کے سامنے ایک پورے انسان کی شکل میں نمودار ہو گیا، مریم یکا یک بول اٹھی کہ" اگر تو کوئی خدا ترس آدمی ہے تو میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں"، اُس نے کہا" میں تو تیرے رب کا فرستادہ ہوں اور اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دوں"، مریم نے کہا" میرے ہاں کیسے لڑکا ہوگا جبکہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں ہے اور میں کوئی بدکار عورت نہیں ہوں"، فرشتے نے کہا" ایسا ہی ہوگا، تیرا رب فرماتا ہے کہ ایسا کرنا میرے لیے بہت آسان ہے اور ہم یہ اس لیے کریں گے کہ اُس لڑکے کو لوگوں کے لیے ایک نشانی بنائیں اور اپنی طرف سے ایک رحمت اور یہ کام ہو

کر رہنا ہے"۔مریم کو اس بچے کا حمل رہ گیا اور وہ اس حمل کو لیے ہوئے ایک دُور کے مقام پر چلی گئی، پھر زچگی کی تکلیف نے اُسے ایک کھجور کے درخت کے نیچے پہنچا دیا وہ کہنے لگی" کاش میں اس سے پہلے ہی مر جاتی اور میرا نام ونشان نہ رہتا"۔فرشتے نے پائنتی سے اس کو پکار کر کہا" غم نہ کر تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ رواں کر دیا ہے، اور تو ذرا اِس درخت کے تنے کو ہلا، تیرے اوپر تر وتازہ کھجوریں ٹپک پڑیں گی، پس تو کھا اور پی اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر پھر اگر کوئی آدمی تجھے نظر آئے تو اس سے کہہ دے کہ میں نے رحمان کے لیے روزے کی نذر مانی ہے، اس لیے آج میں کسی سے نہ بولوں گی"۔

حضرت مریم علیہا السلام کا اور حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کا ذکر سورۂ آلِ عمران آیت نمبر: ۳۵ تا ۴۷ میں آیا ہے، سورہ مریم آیت نمبر: ۱۶ تا ۳۳ میں حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کے واقعہ کو نسبتاً زیادہ وضاحت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، جس میں متعدد اہم باتوں کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے :

پہلی بات یہ ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام نے اس بات کا اہتمام فرمایا کہ ان کی رہائش کی جگہ اور جہاں دوسرے لوگ موجود تھے، ان کے درمیان ایک پردہ ڈال دیا جائے، اس سے معلوم ہوا کہ خواتین کی رہائش ایسی جگہ ہونی چاہئے، جو غیر محرم مردوں سے دور ہو اور وہ پردہ کے اہتمام کے ساتھ رہ سکیں۔

دوسرے : اللہ کا فرشتہ حضرت مریم علیہا السلام کے پاس آ گیا، اس سے معلوم ہوا کہ پردہ کے جو احکام ہیں، وہ اصل میں انسانوں کے سامنے ہیں، انسان کے علاوہ دوسری مخلوقات سے پردہ کے لازمی احکام نہیں ہیں، ہاں یہ بہتر بات ہے کہ انسان تنہائی میں بھی بے لباس نہ ہو جائے۔

تیسرے : حضرت مریم علیہا السلام کو بغیر کسی مرد کے تعلق کے حمل ٹھہر گیا، اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کی ولادت کا عمومی نظام یہ ہے کہ ایک مرد وعورت کے تعلق کے ذریعہ بچہ پیدا ہو؛ لیکن صرف ماں یا صرف باپ کے ذریعہ بھی بچہ کی پیدائش ہو سکتی ہے؛ کیوں کہ حضرت حواء علیہا السلام کی پیدائش تنہا حضرت آدمؑ سے ہوئی اور حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش تنہا حضرت مریم علیہا السلام سے ہوئی؛ لہٰذا موجودہ دور میں کلوننگ کے ذریعہ صرف مرد یا صرف عورت سے جو بچہ کی پیدائش ممکن ہو گئی ہے، وہ قرآن مجید کے بیان کئے ہوئے نظام تخلیق کو غلط ثابت نہیں کرتا، ہاں یہ اور بات ہے کہ چوں کہ یہ صورت اللہ تعالیٰ کے عام نظام تخلیق سے مختلف ہے اور اللہ تعالیٰ نے تخلیقی نظام میں تغیر وتبدیلی کو شیطانی فعل قرار دیا ہے، (النساء: ۱۱۹) اس لیے انسانی کلوننگ جائز نہیں ہے۔

چوتھے : حضرت مریم علیہا السلام ولادت کے وقت لوگوں سے دور چلی گئیں، بائبل کے بیان کے مطابق یہ جگہ 'بیت اللحم' کی پہاڑی تھی (لوقا: ۲:۱۔۲) اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ولادت کے مرحلہ میں عورتوں کو ایسی جگہ رکھا جانا چاہئے جو مکمل پردہ کی ہو، خواہ کوئی کمرہ ہو یا ایسی کھلی جگہ جہاں دور دور تک دوسرے لوگ نہ ہوں۔

پانچویں : حضرت مریم علیہا السلام کو کھجور کھانے کی ترغیب دی گئی، اس میں اس بات کا اشارہ ہے کہ ایسی خواتین کے لئے کھجور ایک مفید غذا ہے؛ کیوں کہ اس میں غذائیت بہت زیادہ ہوتی ہے، اور کھانے کے ساتھ پانی کا بھی انتظام کیا گیا، اس سے معلوم ہوا

کہ اگر کسی کو کھانا دیا جائے تو اس کے ساتھ پانی بھی دیا جائے؛ کیوں کہ کھانے کے بعد پانی پینا انسان کی فطرت ہے۔

چھٹی : قابل ذکر بات یہ ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام نے موت کی دُعا کی کہ میں اس سے پہلے ہی مرچکی ہوتی؛ حالاں کہ موت کی تمنا کرنے سے منع کیا گیا ہے، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کو بغیر شوہر کے ماں بننے کی وجہ سے بدنامی کا اندیشہ تھا اور تہمت کے مواقع سے بچنا ایک شرعی حکم ہے؛ لہٰذا موت کی تمنا ایک دینی مقصد کے تحت تھی اور موت کی تمنا کرنے کی ممانعت اس وقت ہے جب کہ اس کا سبب دنیا کا رنج و غم ہو۔

ساتویں: حضرت مریم علیہا السلام نے لوگوں کے سوال کا جواب نہیں دیا اور کہا کہ میں روزہ سے ہوں، یہ اس لئے کہ بعض گذشتہ شریعتوں میں روزوں میں جیسے کھانے پینے کی ممانعت تھی، اسی طرح گفتگو کی بھی ممانعت تھی؛ لیکن اس اُمت میں یہ حکم نہیں رہا، یہاں تک کہ اگر کوئی شخص روزہ میں گفتگو کرنا بھی ترک کردے تو یہ درست نہیں؛ اسی لئے آپ نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ کوئی شخص بات نہ کرنے کا تہیہ کرلے اور فقہاء نے اس کو گناہ قرار دیا ہے؛ کیوں کہ بعض دفعہ بات کرنا واجب بھی ہوجاتا ہے، (مرقاۃ المفاتیح: ۶/۲۴۷، باب فی النذور)، نیز شریعت میں جس بات کا حکم نہ ہو، اس کو اپنے اوپر مسلط کرلینا بدعت اور دین میں اضافہ ہے، جس سے آپ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری، کتاب الصلح، حدیث نمبر: ۲۵۵)

آٹھویں: حضرت عیسیٰؑ نے جو فرمایا کہ مجھے نبی بنایا گیا ہے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پیدا ہوتے ہی آپ ﷺ کو نبوت عطا کردی گئی تھی، یہ مستقبل کے اعتبار سے ہے کہ انھیں آئندہ نبی بنایا جائے گا؛ چنانچہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو تیس سال کی عمر میں نبوت عطا کی گئی، (تفسیر خازن: ۲۵۱/۱) یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے لئے اللہ تعالیٰ کی جن ہدایات کا ذکر فرمایا ہے، ان میں ایک یہ بھی ہے کہ میں اپنی والدہ کا فرمانبردار رہوں، اس طرح قرآن نے اس غلطی کا ازالہ کردیا جس کا ذکر بائبل میں ہے اور جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا اپنی والدہ کے ساتھ اچھا سلوک نہیں تھا، (متیٰ: ۱۲: ۴۶-۵۰، مرقس: ۳: ۳۱-۳۵، لوقا: ۸: ۱۹-۲۱) اسی طرح حضرت مریم علیہا السلام کو حضرت ہارون کی بہن قرار دیا گیا، تو اس سے مراد وہ ہارون نہیں ہیں جو حضرت موسیٰؑ کے بھائی تھے؛ بلکہ عام طور پر پیغمبروں کے نام پر لوگ اپنے بچوں کے نام رکھتے تھے، حضرت مریم علیہا السلام کے بھائی کا بھی ان کے والد نے اسی نسبت سے ہارون نام رکھا تھا، خود حدیث میں اس کا ذکر ہے۔

(ترمذی، کتاب التفسیر، باب سورۃ المریم: ۳۱۵۵) (آسان ترجمہ قرآن، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب)

حضرت عیسیٰؑ کی گہوارے میں وضاحت

قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿٣٢﴾ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾ ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ﴿٣٤﴾ مَا كَانَ لِلَّهِ أَن يَتَّخِذَ مِن وَلَدٍ ۖ سُبْحَانَهُ ۚ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ (۳۰،۳۵) (مریم)

بچہ بول اٹھا" میں اللہ کا بندہ ہوں اُس نے مجھے کتاب دی، اور نبی بنایا، اور بابرکت کیا جہاں بھی میں رہوں، اور نماز اور زکوۃ کی پابندی

کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں، اور اپنی والدہ کا حق ادا کرنے والا بنایا، اور مجھ کو جبّار اور شقی نہیں بنایا، سلام ہے مجھ پر جبکہ میں پیدا ہوا اور جبکہ میں مروں اور جبکہ زندہ کر کے اٹھایا جاؤں"، یہ ہے عیسیٰ ابن مریم اور یہ ہے اُس کے بارے میں وہ سچی بات جس میں لوگ شک کر رہے ہیں اللہ کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے وہ پاک ذات ہے وہ جب کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا، اور بس وہ ہو جاتی ہے۔

بچپن میں بات کرنے والے لوگ

جب حضرت مریم علیہا السلام کو لوگوں نے تہمت لگائی تو دودھ پیتے ہونے کے باوجود اللہ کے حکم سے آپ نے گفتگو فرمائی، اور ایسی گفتگو فرمائی کہ بڑے بڑے خطیبوں کی خطابت کو اس پر قربان کیا جا سکتا ہے۔

بچپن میں اور بھی متعدد لوگوں نے گفتگو کی ہے، احادیث میں ان کا ذکر آیا ہے، ان میں سے حضرت عیسیٰؑ کا ذکر تو خود قرآن میں ہے، علامہ قرطبی نے سات بچوں کا تذکرہ کیا ہے، حضرت عیسیٰؑ، حضرت یحییٰؑ، حضرت یوسفؑ کی پاک بازی کی گواہی دینے والا بچہ، جریج راہب کی پاک بازی کی گواہی دینے والا بچہ، جس کا ذکر بخاری میں بھی آیا ہے، (بخاری، کتاب احادیث الأنبیاء، حدیث نمبر: ۳۴۳۶) ایک بچہ جو اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا، ایک ظالم صاحبِ اثر شخص کا گذر ہوا، اس نے کہا: اے اللہ! میرے بچے کو اسی طرح بنا دے، بچہ بول اٹھا: اے اللہ! مجھے اس طرح نہ بنانا، مسلم میں یہ روایت آئی ہے، اور اصحابِ اخدود کے واقعہ میں مسلم ہی نے روایت نقل کی ہے کہ جب ایک خاتون کو آگ میں ڈالا جانے لگا، تو بچہ نے اس کا حوصلہ بڑھایا کہ وہ گھبرائے نہیں کہ وہ حق پر ہے، (مسلم باب قصة أصحاب الأخدود الخ، حدیث نمبر: ۵۱۱) اس کے علاوہ بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے دخترِ فرعون کی مشاطہ کی بیٹی کا واقعہ نقل کیا ہے کہ ماں کے ہاتھ سے کنگھی گر پڑی، اس نے کہا: بسم اللہ، شیرخوار بیٹی نے کہا: اس اللہ کے نام سے جو میرا بھی رب ہے، تیرا بھی اور تیرے باپ کا بھی، بالآخر فرعون نے ماں بیٹی دونوں ہی کو نذرِ آتش کر دیا۔ (تفسیر قرطبی: ۴/۹۱-۹۲)

قرآن کریم میں عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات اور موجودہ عیسائیت

قرآن پاک اپنے سے پہلے نازل ہونے والی کتب وانبیاء کی تصدیق کرتا ہے؛ بلکہ قرآن مجید میں ان کی تعلیمات کا ذکر بھی کیا گیا ہے، حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کیے گئے تھے، عیسیٰ علیہ السلام پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے کتاب انجیل نازل کی گئی تھی، جس میں بنی اسرائیل کے لیے ہدایت تھی۔

قرآن کریم میں بھی عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کا ذکر کیا گیا ہے، ذیل میں ہم قرآن شریف میں عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات اور موجودہ انجیل میں ان کی تعلیمات کا مختصر جائزہ لیں گے، جس سے یہ واضح ہو سکے گا کہ ان کی اصل تعلیمات کیا تھیں اور موجودہ عیسائیت کس طریقے پر چل رہی ہے، عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا زمانہ گرچہ بڑا مختصر تھا؛ مگر انھوں نے اس مختصر عرصے میں تعلیمات کے وہ نقوش چھوڑے جو ہمیشہ یادگار رہیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان عظیم الشان اولوالعزم انبیاء کرام میں سے ہیں جن کا ذکر قرآن کریم نے بہ طور خاص کیا ہے اور جن کی تعلیمات کا بار بار حوالہ دیا ہے، قرآن مجید ایک طرف تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت ورفعت کو اجاگر کرتا ہے؛ تاکہ ان کے متعلق یہودیوں کی پھیلائی ہوئی بدگمانیوں کا قلع قمع ہو اور دوسری طرف ان لوگوں کی شدید مذمت کرتا ہے جنھوں نے ان کو خدا یا خدا کا بیٹا قرار دیا۔اس کے برخلاف قرآن مجید سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی صاف ستھری تعلیمات کا بار بار حوالہ دیتا ہے، جن سے عقیدۂ توحید ورسالت اور آخرت کی بخوبی وضاحت ہوتی ہے، کلام پاک نے متعدد مقامات پر عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کا ذکر کیا ہے کہ انھوں نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو کیا تعلیم دی تھی۔

خداوند قدوس کا ارشاد ہے: "وَإِذْ قَالَ اللهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ اللهِ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ إِن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ (المائدۃ: ۱۱۶) ترجمہ: اور جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا تو نے لوگوں سے یہ کہا تھا کہ اللہ جل شانہ کو چھوڑ کر مجھے اور میری ماں کو تم معبود بنالینا؟ وہ جواب دیں گے کہ تیری ذات پاک ہے، مجھے جس بات کے کہنے کا حق نہ تھا میں کیسے کہہ دیتا؟ اگر میں نے کہا ہو تو تو خوب اچھی طرح جانتا ہے، میرے دل کی باتیں تجھ پر بخوبی روشن ہیں، ہاں تیرے جی میں جو ہے وہ مجھ سے مخفی ہے، تو تو تمام ترغیب کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "جن لوگوں نے مسیح پرستی یا مریم پرستی کی تھی ان کی موجودگی میں قیامت کے دن اللہ جل شانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کرے گا کہ کیا تم ان لوگوں سے اپنی اور والدہ کی پوجا پاٹ کرنے کو کہہ آئے تھے؟ اس سوال کا مقصد نصرانیوں کو ڈانٹ ڈپٹ کرنا اور ان پر غصے ہونا ہے؛ تاکہ وہ تمام لوگوں کے سامنے شرمندہ اور ذلیل وخوار ہوں۔" (ابن کثیر: ۲/۱۴۳)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول کو نقل فرمایا ہے کہ: "إِنَّ اللهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ" (القرآن) "بلاشبہ، اللہ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے، تو اسی کی عبادت کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔"

ان آیات کریمہ سے صاف طور سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت وتبلیغ بھی بعینہ وہی تھی جو دوسرے تمام انبیاء کرام کی تھی، مثلاً پروردگار صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پاک ہے؛ لہٰذا وہی اکیلا عبادت کے لائق وفائق ہے، اس لحاظ سے عیسائیوں کا عقیدہ الوہیت مسیح غلط قرار پاتا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے نمائندہ کی حیثیت سے نبی کی اطاعت کی جائے اور ہر نبی کی دعوت یہی رہی ہے، حلت وحرمت اور جواز وعدم جواز کے اختیارات کا مالک صرف خداوند تعالیٰ ہے، لہٰذا جو باتیں تم نے خود اپنے اوپر حرام قرار دے رکھی ہیں میں اللہ کے حکم سے انھیں حلال قرار دے کر تمھیں ایسی ناجائز پابندیوں سے آزاد کرتا ہوں، نیز آپ نے اللہ کے حکم سے یہودیوں پر ہفتہ کے دن کی پابندیوں میں بہت حد تک تخفیف کر دی؛ مگر یہودیوں کی اصلاح نہ ہوسکی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دشمنی میں آگے بڑھتے ہی چلے گئے۔

درحقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خاتم الانبیاء امام الرسل محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء

کرام کے مشن میں کوئی زیادہ خاص فرق نہیں ہے؛ بلکہ سبھی حضرات انبیاء کرام اصول میں متفق ہیں؛لیکن فروعات میں کچھ مختلف ہیں۔

افسوس ہے کہ موجودہ انجیل میں حضرت مسیح علیہ السلام کے مشن کو اس وضاحت کے ساتھ بیان نہیں کیا گیا جس طرح قرآن مجید میں پیش کیا گیا ہے،تاہم منتشر طور پر اشارات کی شکل میں وہ بنیادی نکات ہمیں اس کے اندر ملتے ہیں، مثلاً یہ بات کہ مسیح صرف اللہ کی بندگی کے قائل تھے،ان کے ارشادات سے صاف ظاہر ہوتا ہے: تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر۔"(بائبل متی:۱:۱۰)

اور صرف یہی نہیں کہ وہ اس کے قائل تھے؛ بلکہ ان کی ساری کوششوں کا مقصد یہ تھا کہ زمین پر خدا کے امر شرعی کی اسی طرح اطاعت ہو جس طرح آسمان پر اس کے امر تکوینی کی اطاعت ہو رہی ہے۔

"تیری بادشاہی آئے، تیری مرضی جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہے، زمین پر بھی ہو۔" (بائبل متی ۱۰ / ۶)

اسی طرح ان کے متعدد اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنے آپ کو نبی اور آسمانی بادشاہت کے نمائندے کی حیثیت سے پیش کرتے تھے اور اسی حیثیت سے لوگوں کو اپنی اطاعت کی طرف دعوت دیتے تھے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا صاف ارشاد ہے:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ (سورۃ المائدۃ: ۵/۷۲)

ترجمہ:"بے شک وہ لوگ کافر ہو گئے جن کا قول ہے کہ مسیح بن مریم ہی اللہ ہے؛ حالانکہ خود مسیح نے ان سے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل! اللہ ہی کی عبادت کرو، جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے، یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے، اللہ اس پر قطعاً جنت حرام کر دیتا ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہے، گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں۔"

قرآن وبائبل کے مندرجہ بالا آیات کریمہ سے ایسی تمام باتوں کی جامع تردید ہو جاتی ہے، جو لوگوں نے پیغمبروں کی طرف منسوب کر کے اپنی مذہبی کتابوں میں شامل کر لی ہیں، جن کی رو سے کوئی پیغمبر یا فرشتہ معبود قرار پاتا ہے، ان آیات میں ایک قاعدہ کلیہ بیان کر دیا گیا ہے کہ گو ایسی تعلیم جو اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی سکھاتی اور بندے کو خدا کے مقام تک لے جاتی ہو وہ ہرگز کسی پیغمبر کی تعلیم نہیں ہو سکتی اور جہاں کسی مذہبی کتاب میں ایسی بات ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ گمراہ کن عقیدہ لوگوں کی تحریفات کا نتیجہ ہے۔(مولوی قیصر قاسمی)

حیات ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرآن وحدیث کی روشنی میں

قرآن کریم نے بہت واضح طریقہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ اُٹھائے جانے کو بیان کیا ہے: وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ﴿آل عمران: ۵۴﴾

اور وہ (یعنی یہود قتل عیسیٰ کے بارے میں ایک) چال چلے اور اللہ تعالیٰ نے بھی (عیسیٰ کو بچانے کے لیے) تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ خوب تدبیر کرنے والا ہے۔

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ﴿١٥٧﴾ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٥٨﴾

اور یہ کہنے کے سبب کہ ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح کو جو خدا کے پیغمبر (کہلاتے) تھے قتل کر دیا ہے (خدا نے ان کو معلون کر دیا) اور انہوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا اور نہ انہیں سولی پر چڑھایا بلکہ ان کو ان کی سی صورت معلوم ہوئی اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ ان کے حال سے شک میں پڑے ہوئے ہیں اور پیروئی ظن کے سوا ان کو اس کا مطلق علم نہیں۔ اور انہوں نے عیسیٰ کو یقیناً قتل نہیں کیا. بلکہ خدا نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اور خدا غالب اور حکمت والا ہے۔

صحیح احادیث مبارکہ میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ اُٹھائے جانے اور قربِ قیامت میں دوبارہ تشریف لانے کو بارہا بیان کیا گیا ہے۔

وعن الحسن البصری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للیھود ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ۔ (در منثور ص ۳٦ ج ۲)

ترجمہ: حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود کو فرمایا بے شک عیسیٰ علیہ السلام نہیں مرے اور بے شک وہ تمہاری طرف قیامت سے پہلے لوٹ کر آنے والے ہیں۔

الستم تعلمون ان ربنا حی لا یموت وان عیسیٰ یاتی علیہ الفناء۔ (صحیح مسلم جلد ۱ ص ۸۷، طبری ص ۲۸۹ ج ۳)

ترجمہ: کیا تم نہیں جانتے یہ کہ ہمارا پروردگار زندہ ہے، نہیں مرے گا اور بیشک عیسیٰ علیہ السلام پر فنا آنے والی ہے یا آئے گی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہونگے تو مسلمانوں کا امیر ان سے کہے گا آگے تشریف لائے اور نماز پڑھائے تو وہ عرض کریں گے نہیں تم لوگ خود ایک دوسرے کے امیر ہو اور اللہ کی جانب سے یہ اس امت کا اکرام ہے۔ (مسلم)

حضرت نواس بن سمعان کہتے ہیں کہ (دجال کے واقع کو بیان کرتے ہوئے) اسی دوران اللہ تعالی مسیح ابن مریم کو بھیجیں گے وہ زرد رنگ کے دو کپڑوں میں ملبوس دو فرشتوں کے بازوں کو تھامے ہوئے دمشق کے مشرقی حصہ میں سفید منارہ کے پاس اتریں گے جب وہ سر جھکائیں گے تو موتی کی طرح قطرے ڈھلکتے دکھائی پڑیں گے لد کے دروازے پر دجال کو پکڑ کر قتل کریں گے۔ (مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (دجال کا قصہ بیان کرتے ہوئے) فرماتے ہیں کہ اس وقت اچانک حضرت عیسیٰؑ مسلمانوں کے پاس پہنچیں گے نماز کھڑی ہو رہی ہوگی ان سے کہا جائے گا کہ اے روح اللہ آگے بڑھئے۔ وہ کہیں گے تمہارا امام ہی آگے بڑھ کر نماز پڑھائے گا۔ نماز سے فارغ ہو کر لوگ دجال کے مقابلے کے لئے نکلیں گے دجال حضرت عیسیٰؑ کو دیکھ کر ایسا گھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ پھر حضرت عیسیٰؑ آگے بڑھ کر اس کو قتل کر دیں گے اور حالت یہ ہوگی کہ شجر و حجر آواز لگائیں گے کہ اے روح اللہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہے، چنانچہ وہ دجال کے چیلوں میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے۔ (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ وقت ضرور آئے گا جب تم میں اے امت محمد یہ ابن مریم حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہو کر صلیب کو توڑیں گے یعنی صلیب پرستی ختم کریں گے خنزیر کو قتل کر کے جنگ کا خاتمہ کریں گے اور مال و دولت کی ایسی فراوانی ہوگی کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا اور لوگ ایسے دین دار ہو جائیں گے کہ ان کے نزدیک ایک سجدہ دنیا و مافیھا سے بہتر ہوگا۔

اللہ نے قرآن مجید میں اس بات کا تذکرہ فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ عمر کہولت میں بات کریں گے، عمر کہولت چالیس کے بعد شروع ہوتی ہے، (قرطبی : ۹۱/۴) حضرت مسیح تیس سال کی عمر میں ہی آسمان پر اٹھا لئے گئے تھے، اب عمر کہولت میں گفتگو کی صورت یہی ہوسکتی ہے کہ آپ دوبارہ زمین پر نازل کئے جائیں، اس کی صراحت احادیث میں آئی ہے؛ گویا اس آیت میں حضرت مسیح کے نزول کی طرف واضح اشارہ کیا گیا ہے، مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ کہنا کہ حضرت مسیح کا نزول نہ ہوگا؛ کیوں کہ آپ کی وفات ہو چکی اور اپنے آپ کو حضرت مسیح کا مثیل قرار دینا اس آیت کی رو سے قطعاً غلط ہے۔

انی متوفیك سے شبہ پھیلانا

توفی کے معنی عربی زبان میں کسی چیز کو وصول کرنے اور لے لینے کے ہیں، چوں کہ موت میں بھی اللہ تعالیٰ روح کو واپس لے لیتے ہیں؛ اس لئے اسے وفات کہا جاتا ہے، اس لئے بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہاں 'متوفیك' موت کے معنی میں نہیں؛ بلکہ مراد ہے کہ میں آپ کو جسم اور روح سمیت لے لوں گا اور آسمان پر اٹھا لوں گا، اگلا فقرہ 'ورافعك إلیّ' (میں آپ کو اپنی طرف اٹھاؤں گا) گویا اسی کی تفسیر ہے، دوسری تفسیر وہ ہے جو حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ 'متوفیك' وفات دینے ہی کے معنی میں ہے اور مقصد یہ ہے کہ سولی پر پھانسی کے ذریعہ تمہاری موت نہیں ہوگی، جیسا کہ تمہارے دشمن چاہتے ہیں؛ بلکہ مستقبل میں طبعی موت کے ذریعہ آپ کی وفات ہوگی، اِس وقت میں آپ کو آسمان کی طرف اُٹھا رہا ہوں، آپ دوبارہ زمین پر اُتارے جائیں گے، پھر کچھ سال دنیا میں آپ رہیں گے، اُس وقت آپ پر طبعی موت طاری ہوگی، غرض ہر دو تفسیر کے مطابق اس بات پر اُمت کا اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے دشمن آپ کو پھانسی دینے سے عاجز رہے، آپ ﷺ آسمان پر اٹھا لئے گئے، قربِ قیامت میں آپ کا نزول ہوگا، اس وقت آپ پوری دنیا میں اسلام کو غالب فرمائیں گے، (تفسیر قرطبی : ۱۰۰/۴) یہ وہ عقیدہ ہے جو بہت سی صریح اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے، مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ نے ان احادیث کو 'التصریح بما تواتر فی نزول المسیح' کے نام سے جمع فرمایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ ان حدیثوں کا مجموعہ اپنے مشترک مضمون کے اعتبار سے متواتر کے درجہ میں ہے، حضرت مسیحؑ کے بارے میں اُٹھائے جانے اور دوبارہ نازل ہونے کی بابت حیرت نہ ہونی چاہئے؛ کیوں کہ آپ کے ساتھ کتنے ہی واقعات خلافِ عادت اور معجزانہ پیش آئے ہیں، پیدا ہوئے بغیر باپ کے، پیدا ہوتے ہی بولنے لگے، مادرزاد اندھے اور کوڑھی ہاتھ پھیرتے ہی بینا اور صحت مند ہو جاتے، مُردے جی اٹھتے، اور مٹی کے مصنوع پرندوں میں پھونک مارتے تو وہ زندہ ہو اٹھتا، خود آپ کی والدہ کا حال یہ تھا کہ بے موسم کا پھل آپ کے پاس موجود ہوتا اور بہ مقابلہ عام

بچوں کے جسمانی اور ذہنی نشوونما بھی آپ کی نہایت تیز رفتاری سے ہوتی، تو جس شخص کی پوری زندگی کو اللہ تعالیٰ نے ایک معجزہ بنایا ہو، اگر اس کے ساتھ اس طرح آسمان کی طرف اٹھانے اور زمین پر اُتارنے کا واقعہ پیش آئے تو اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟

قادیانی حضرات دھوکہ دیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ پر موت واقع ہو چکی ہے اور ''ورافعک الیّ'' سے مراد یہ ہے کہ میں آپ کا درجہ بلند کروں گا؛ حالاں کہ یہ ایسا معنی ہے جو عربی زبان کے قواعد سے قطعاً ہم آہنگ نہیں، 'رفع' کا لفظ جب بغیر کسی حرف کے واسطہ کے کسی سے متعلق ہو، تو جسمانی اور مادی طور پر کسی چیز کو اُٹھانا مراد ہوتا ہے، نہ کہ درجہ و مقام کی بلندی، جیسے خود قرآن نے کہا: ''وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ'' (البقرۃ: ۱۲۷) 'جب ابراہیم بیت اللہ کی دیواریں اوپر اٹھا رہے تھے' جہاں درجہ و مقام کی بلندی کا معنی مراد ہوتا ہے، وہاں اس کے اظہار کے لئے رابطہ کے طور پر کوئی حرف لایا جاتا ہے، جیسے: ''وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ''، (الم نشرح: ۴) 'ہم نے آپ کے لئے آپ کے ذکر کو بلند کیا' ---اس لئے یہ محض مغالطہ اور فریب ہے، جو متواتر اور صریح حدیثوں، نیز اجماع اُمت کے خلاف ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات اور تثلیث کی تردید

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ لَّقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَإِن لَّمْ يَنتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (۷۲-۷۴)

یقیناً کفر کیا اُن لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے حالانکہ مسیح نے کہا تھا کہ "اے بنی اسرائیل! اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی" جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرایا اُس پر اللہ نے جنت حرام کر دی اور اُس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں، یقیناً کفر کیا اُن لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا ایک ہے، حالانکہ ایک خدا کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اگر یہ لوگ اپنی اِن باتوں سے باز نہ آئے تو ان میں سے جس جس نے کفر کیا ہے اُس کو دردناک سزا دی جائے گی، پھر کیا یہ اللہ سے توبہ نہ کریں گے اور اس سے معافی نہ مانگیں گے؟ اللہ بہت درگزر فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ اللَّهِ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ إِن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ. مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ. إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (۱۱۶-۱۱۸)

اور جب اللہ فرمائیں گے، اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے علاوہ مجھ کو اور میری ماں کو خدا تسلیم کرو؟ تو عیسیٰ جواب دیں گے: 'آپ کی ذات پاک ہے، مجھ سے کیسے ہو سکتا ہے کہ میں ایسی بات کہوں جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہیں؟ اگر میں نے ایسا کہا ہوتا تو آپ کو معلوم ہوتا، آپ تو اس بات کو بھی جانتے ہیں، جو میرے دل میں ہے اور جو آپ کے دل میں ہے میں اسے نہیں جانتا، بے شک چھپی ہوئی باتوں کو بھی آپ ہی خوب جانتے ہیں، میں نے ان کو اس کے سوا کچھ نہیں کہا، جس کا آپ نے حکم دیا تھا، کہ اللہ کی

عبادت کرو، جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی، جب تک میں ان کے درمیان رہا، ان کی نگرانی کرتا رہا، پھر جب آپ نے مجھے اُٹھالیا، تو پھر آپ ہی ان کے نگراں رہے اور آپ تو ہر چیز سے باخبر ہیں، اب اگر آپ انہیں سزا دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں اور اگر معاف کردیں تو آپ غالب اور دانا ہیں۔

مَّا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۖ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ۗ انظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ المائدہ:۷۵)

مسیح ابن مریمؑ اِس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول تھا، اُس سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے تھے، اس کی ماں ایک راستباز عورت تھی، اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے، دیکھو ہم کس طرح ان کے سامنے حقیقت کی نشانیاں واضح کرتے ہیں، پھر دیکھو یہ کدھرالٹے پھرے جاتے ہیں۔

اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریمؑ انسان تھے، لہذا وہ معبود نہیں ہوسکتے۔

کرسمس ڈے کی حقیقت

حضرت عیسیٰؑ کے ماننے والوں نے آپ کے ساتھ بہت ہی ناروا سلوک کیا اور آپ کی جانب اور آپ کے ماں حضرت مریم کی جانب بہت سی غیر ضروری اور لایعنی ومشرکانہ باتوں کو جوڑ دیا، عقائد ونظریات کو منسوب کردیا، اور آپ کی پیدائش کے نام پر جو تہذیب وشرافت کے خلاف اور حقائق سے ناواقف ہوکر رسوم ورواج کو انجام دینے کا ایک سلسلہ شروع کردیا ہے۔ آیئے ایک مختصر نظر کرسمس ڈے کی حقیقت پر ڈالتے ہیں اور اس نام پر جو خرافات انجام دی جاتی ہیں ان کو ملاحظہ کرتے ہیں۔

چناں چہ ۲۵ ڈسمبر کو دنیا بھر میں عیسائی کرسمس ڈے مناتے ہیں، جس تاریخ کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ اسی تاریخ کو حضرت عیسیٰؑ کی ولادت ہوئی ہے، اسی خوشی میں وہ اس دن کو عید کی طرح مناتے ہیں، خوشیوں کا اہتمام کرتے ہیں، جشن ومسرت سے سرشار ہوکر خود حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات کے خلاف کام انجام دیتے ہیں۔ اس کی کیا حقیقت ہے اس کو ملاحظہ کیجیے۔

کرسمس (Christmas) دو الفاظ کرائسٹ (Christ) اور (Mass) کا مرکب ہے۔ کرائسٹ (Christ) مسیح (علیہ السلام) کو کہتے ہیں اور ماس (Mass) اجتماع، اکٹھا ہونا ہے۔ یعنی مسیح کے لیے اکٹھا ہونا، مسیحی اجتماع یا یومِ میلادِ مسیح علیہ السلام، یہ لفظ تقریباً چوتھی صدی کے قریب قریب پایا گیا، اس سے پہلے اس لفظ کا استعمال کہیں نہیں ملتا، دنیا کے مختلف خطوں میں کرسمس کو مختلف ناموں سے یاد کیا اور منایا جاتا ہے، مسیح علیہ السلام کی تاریخ پیدائش بلکہ سن پیدائش کے حوالے سے بھی مسیحی علماء میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کلیسا اسے 25 ڈسمبر کو، مشرقی آرتھوڈوکس کلیسا 6 جنوری کو اور ارمنی کلیسا 19 جنوری کو مناتا ہے۔ کرسمس کا تہوار 25 ڈسمبر کو ہونے کا ذکر پہلی مرتبہ شاہِ قسطنطین (جو کہ چوتھی صدی عیسوی میں بت پرستی ترک کرکے عیسائیت میں داخل ہوگیا تھا) کے عہد میں 325 عیسوی میں ہوا۔ یاد رہے کہ صحیح تاریخ پیدائش کا کسی کو علم نہیں۔ تیسری صدی عیسوی میں اسکندریہ کے کلیمنٹ نے رائے دی تھی کہ اسے 20 مئی کو منایا جائے، لیکن 25 دسمبر کو پہلے پہل روم (اٹلی) میں بطور مسیحی مذہبی تہوار مقرر کیا گیا

تاکہ اس وقت ایک غیر مسیحی تہوار زحل (یہ رومیوں کا ایک بڑا تہوار تھا) کو جو سورج کے راس الجدی پر پہنچنے کے موقع پر ہوتا تھا، پس پشت ڈال کر اس کی جگہ مسیح کی سالگرہ منائے جائے۔ (قاموس الکتاب: ص ۷۱۴ بحوالہ کرسمس کی حقیقت: ۶) کینن فیرر نے بھی اپنی کتاب لائف آف کرائسٹ میں اس بات کا اعتراف کیا کہ مسیح علیہ السلام کے یوم ولادت کا کہیں پتہ نہیں چلتا، یہ ہے کرسمس ڈے کی حقیقت جسے دنیا میں حضرت عیسی کا یوم پیدائش سمجھ کر دھوم دھام کے ساتھ منایا جاتا ہے، تاریخی حقیقت سے سب ناواقف ہوکر اور صحیح ترین روایتوں کے فقدان کے سبب خود اپنے پوپ و پادریوں کی من گھڑت بیان کردہ تاریخ کے مطابق پوری عیسائی دنیا اندھیرے میں پڑی ہوئی ہے، اور اس پر مستزاد یہ ہے کہ اسے اپنے نبی کی ولادت سے منسوب کرتے ہیں اور خود نبی کی تعلیمات اور شرافت و پاکیزگی والی ہدایات کو فراموش کر کے طوفان بدتمیزی قائم کرتے ہیں، شراب وشباب کے نشے میں دھت ہوکر انسانی اور اخلاق حدوں کو پامال کرتے ہیں، کرسمس کا آغاز ہوا تھا تو اس کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں میں مذہبی رجحان پیدا کیا جائے یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ ابتداء میں یہ ایک ایسی بدعت تھی جس کی واحد فضول خرچی موم بتیاں تھیں لیکن پھر کرسمس ٹری آیا، پھر موسیقی، پھر ڈانس اور آخر میں شراب بھی اس تہوار میں شامل ہوگئی۔ شراب داخل ہونے کی دیر تھی کہ یہ تہوار عیاشی کی شکل اختیار کر گیا۔ صرف برطانیہ کا یہ حال ہے کہ ہر سال کرسمس پر 7ارب 30 کروڑ پاؤنڈ کی شراب پی جاتی ہے۔ 25دسمبر 2005ء میں برطانیہ میں جھگڑوں، لڑائی، مارکٹائی کے دس لاکھ واقعات سامنے آئے، شراب نوشی کی بنا پر 25دسمبر 2002 میں آبروریزی اور زیادتی کے 19 ہزار کیس درج ہوئے۔ (کرسمس کی حقیقت تاریخ کے آئینہ میں: ۱۱) اس طرح یہ لوگ خودساختہ مذہبی دن کی دھجیاں اڑاتے ہیں، اور اپنے پیغمبر کے نام پر تمام ناروا چیزوں کو اختیار کرتے ہیں۔

حضرت عیسی علیہ السلام کی شخصیت نہایت ہی قابل احترام ہے، اور ان کی سیرت وزندگی کے مختلف پہلوؤں کو اللہ تعالی نے قرآن کریم میں بیان کیا، ان کی پاک وصاف زندگی اور ان کی ماں حضرت مریم کے پاکیزہ کردار کی شہادت قرآن کریم نے دی ہے جتنی سچائیوں کو قرآن نے بیان کیا ان کی تحریف کردہ کتابوں میں بھی وہ نہیں ہیں۔ لیکن ان لوگوں نے خود ان مبارک ناموں پر اپنی عیش ومستیوں کو پورا کیا اور اس بے حیائی کے طوفان میں پوری دنیا کو لے جانا چاہتے ہیں، دیہاتوں، قریوں کے مسلمانوں پر ان کے ایمان لیوا حملے، دین سے دور مسلمانوں کو عیسائیت کے جال میں پھانسنے کی تدبیریں دن بدن بڑھتی ہی جارہی ہیں، حقائق کو بھلا کر کفر وشرک کے دلدل میں انسانوں کو پھنسانے کی کوشش میں مال و دولت کے انبار لٹا رہے ہیں۔ ایسے میں مسلمانوں کو ان حقائق سے باخبر رہنا ضروری ہے، ان تمام رسموں اور رواجوں اور غیروں کے تہواروں سے اپنے آپ کو بچانا ضروری ہے۔ بالخصوص عیسائی مشنری اسکولوں میں تعلیم پانے والے مسلمان بچوں کو ان تمام چیزوں محفوظ رکھنا ضروری ہے۔ چوں کہ وہ اپنے اسکولوں میں اپنے مذہب کی تبلیغ کا کام بہت ہی خاموش انداز میں انجام دیتے چلے جاتے ہیں اور ہم معیاری تعلیم کے خوابوں میں کہیں اپنی اولاد کو دین وایمان سے دور نہ کردیں (کرسمس ڈے: حقیقت کے آئینہ میں، مفتی محمد صادق حسین قاسمی)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تاریخ ولادت کے متعلق کوئی تحقیقی بات کسی بھی مذہب کی مستند کتاب میں موجود نہیں ہے حتی کہ عیسائیوں کی کتاب میں بھی یہ ذکر نہیں ہے کہ ۲۵ دسمبر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی، لیکن کسی دلیل کے بغیر عیسائیوں نے ۲۵ دسمبر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تاریخ پیدائش تسلیم کر لی ہے۔ حالانکہ قرآن وحدیث اور اسی طرح بائیبل سے جو اندازہ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش گرمی کے موسم میں ہوئی تھی۔ بائیبل (باب ۲ آیت ۸) میں ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام رات میں پیدا ہوئے تو اُس وقت چرواہا اپنی بھیڑوں کو باہر چرا رہا تھا۔ بیت لحم میں دسمبر کے آخری ایام میں اتنی برف باری ہوتی ہے کہ کوئی شخص اپنے گھر سے بھی باہر نہیں نکل سکتا۔ اور بائبل میں ہے کہ چرواہا اپنی بھیڑوں کو باہر چرا رہا تھا، دسمبر کے مہینے میں بیت لحم (فلسطین) میں سخت برف باری کی وجہ سے رات کے وقت بھیڑوں کو باہر چرانا ممکن ہی نہیں ہے۔ نیز قرآن کریم (سورۃ مریم آیت ۲۵) میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے فوراً بعد حضرت مریم سے کہا کہ تم کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلاؤ، اس میں سے پکی ہوئی تازہ کھجوریں تم پر جھڑیں گی، اس کو کھاؤ۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ کھجوریں سردیوں کے موسم میں نہیں بلکہ گرمیوں کے موسم میں پکتی ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی متعدد دلائل ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش گرمیوں میں ہوئی۔

Merry Christmas کہہ کر مبارک باد پیش کرنا جائز نہیں

عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جنا (معاذ اللہ)، یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں، جس کی سورۃ مریم میں بہت سخت الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تردید کی ہے: یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد ہے، (ایسی بات کہنے والو!) حقیقت یہ ہے کہ تم نے بڑے سنگین جرم کا ارتکاب کیا ہے، کچھ بعید نہیں کہ اس کی وجہ سے آسمان پھٹ پڑیں، زمین پھٹ جائے، اور پہاڑ ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں، کہ لوگوں نے اللہ کے لئے اولاد کا دعویٰ کیا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ اس کی کوئی اولاد ہو۔ سورۃ الاخلاص میں بھی اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں بیان کر دیا کہ اللہ کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ غرضیکہ قرآن وحدیث کی واضح تعلیمات کی روشنی میں تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے نہیں ہیں، بلکہ بشر ہیں، اور اس میں کوئی بھی سمجھوتا نہیں کیا جا سکتا ہے۔

عیسائی حضرات ۲۵ دسمبر کو اس یقین کے ساتھ Merry Christmas مناتے ہیں کہ ۲۵ دسمبر کو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جنم دیا نعوذ باللہ۔ ہم اُن کے مذہب میں کوئی مداخلت نہیں کرنا چاہتے، لیکن ہمارا یہ دینی فریضہ ہے کہ اس موقع پر منعقد ہونے والی اُن کی مذہبی تقریبات میں شرکت نہ کریں اور نہ کسی شخص کو Merry Christmas کہہ کر مبارک باد پیش کریں، کیونکہ یہ جملہ قرآن وحدیث کی روح کے سراسر خلاف ہے۔ ہاں اگر آپ کا کوئی پڑوسی یا ساتھی عیسائی ہے اور وہ اس موقع پر Merry

Christmas کہتا ہے تو آپ خوش اسلوبی کے ساتھ دوسرے الفاظ (مثلاً شکریہ) کہہ کر کنارہ کشی اختیار کر لیں کیونکہ جس عقیدہ کے ساتھ Merry Christmas منایا جاتا ہے وہ قرآنی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے۔ آپ کو اپنے پڑوسی یا ساتھی کی فکر ہوسکتی ہے، لیکن دوسری طرف اللہ کی ناراضگی اور سخت عذاب کا بھی معاملہ ہے، اس لئے واضح الفاظ میں اُن سے کہہ دیا جائے کہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام باوجودیکہ ایک برگزیدہ رسول اور نبی ہیں، وہ اللہ کے بیٹے نہیں۔ اس لئے اس موقعہ پر منعقد ہونے والی تقریبات میں شرکت سے معذرت خواہ ہیں۔ (ڈاکٹر نجیب قاسمی)

أقول قولی هذا واستغفر الله لی ولکم ولسائر المسلمین، فاستغفروه إنه هو الغفور الرحیم۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمین

بزم خطباء ٹیلیگرام چینل میں شامل ہونے کے لیے ٹیلیگرام کے تلاش کے خانہ میں لکھیں

@bazmekhateeb

اور خود بھی شامل ہوں اور اپنے دوست احباب کو بھی شامل فرمائیں

نوٹ: اس مواد کو تیار کرنے میں مختلف اہل علم کے مضامین سے استفادہ کیا گیا ہے اور اقتباسات نقل کیے گئے ہیں۔